کرتے ہوئے حضرت مجدد الف ثانیؒ کا ایک ایمان افروز واقعہ بیان کیا کہ حضرت مجدد الف ثانی نے اپنے والد گرامی سے اس وقت ایک سوال کیا جب وہ حالت نزع میں تھے اور آخرت کی تیاری تھی، سوال کیا کہ آپؒ کی تمام عمر یہ پڑھاتے اور بیان کرتے گزری کہ جو شخص بھی اہل بیت کے ساتھ محبت کریگا اس کا خاتمہ ایمان پر ہوگا اور اس کو جنت کی بشارت دی جائے گی، اس وقت آپ آخرت کے سفر پر حالت نزع میں ہیں، اب آپؒ کی کیا کیفیت ہے؟ فرمایا ''بیٹا...... ساری زندگی میں یہ بیان کرتا رہا ہوں کہ اہل بیت کی محبت سے خاتمہ ایمان پر ہوگا اور اس کے لیے حنت کی بشارت وخوشخبری ہے اب یہ منظر میں خود دیکھ رہا ہوں'' ...... یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد حضرت سید نفیس ،سینیؒ پر دیر تک رقت طاری رہی اور پھر حالت استغراق میں چلے گئے۔

آپؒ اہلِ حق کی تمام جماعتوں اور دینی مدارس کی سرپرستی فرماتے' اپنے قیمتی مشوروں سے نوازتے، حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی شہادت کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی نائب امیر کے منصب پر فائز ہوئے' عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے بستر مرگ پر بھی کام کرتے رہے، اکابرین واسلاف کے واقعات وحالات ازبر تھے اور ان کی تصانیف زیر مطالعہ رہتیں' آپؒ کی ذاتی لائبریری میں سینکڑوں نادر ونایاب کتب موجود ہیں۔ آپؒ تصوف وخطاطی کے علاوہ ایک قادرالکلام شاعر بھی تھے، ان کا ادبی مقام ان کے کلام سے ظاہر ہے اور ان کی نجی محفل و گفتگو علم وادب سے خالی نہ تھی۔ آپؒ کئی دینی مدارس اور کالجوں کی ادبی محافل کی صدارت بھی فرماتے رہے، برگِ گل سمیت کئی کتابیں آپ کی شائع ہو چکی ہیں...... حضرتؒ کے بقول: ''دائم بہار گلشنِ آلِ رسولؐ ہے''۔

عالم اسلام کی عظیم علمی وادبی شخصیت حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ آپ کے قریبی ساتھیوں میں سے تھے اور مولانا علی میاںؒ کے دورۂ پاکستان کے موقع پر حضرت سید نفیس الحسینیؒ ان کے ساتھ ساتھ سفر میں رہتے۔ عالمی رابطہ ادب اسلامی کے بانی حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ کو بھی حضرت سید نفیس الحسینیؒ سے بہت محبت تھی۔

پاکستان میں عالمی رابطہ ادب اسلامی کے صدر کی ذمہ داری ملنے کے بعد میں جب بھی اس سلسلہ میں مشورہ کے لیے حاضر ہوا، حضرت شاہ صاحب نے مشوروں اور دعاؤں سے خوب نوازا۔ حضرت سید نفیس شاہ صاحبؒ کی کلام اقبالؒ پر بہترین خطاطی کے فن پارے موجود ہیں، جو آپؒ نے ایوانِ اقبال لاہور میں آویزاں کرنے کے لیے کینوس کی تقریباً پچاس شیٹوں پر نستعلیق جلی میں انتہائی خوبصورت انداز میں علامہ اقبالؒ کے متفرق اشعار لکھے...... فن خطاطی کے یہ فن پارے بھی شائع ہو چکے ہیں اور حضرت سید نفیس الحسینی نے عالمی رابطہ ادب اسلامی کے زیر اہتمام لاہور میں منعقد ہونے والی انٹرنیشنل علامہ اقبالؒ کانفرنس کے شرکاء کے لیے انتہائی خوبصورت انداز میں کلام اقبال پر اپنی خطاطی کے دوسو نسخے تیار کروا کے رکھے آہ! لیکن زندگی نے دفا نہ کی اور ۵/فروری ۲۰۰۸ء کو علی الصبح اسلامی فن خطاطی اور طریقت کا یہ سورج غروب ہو گیا اور آپ کی وفات سے طریقت اور فن خطاطی کا ایک روشن باب بند ہو گیا، نماز جنازہ میں ایک لاکھ سے زائد لوگوں نے شرکت کی' آپ کو سکیاں پل لاہور کے قریب آپ کی خانقاہ سید احمد شہیدؒ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

......☆......

شیخ الاسلام مولانا ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ

مولانا محمد مرتضیٰ عثمانی
مدیر دارالعلوم الاسلامیہ ٹنڈو الہیار

مولانا عثمانیؒ کی ولادت ۱۳۱۰ ہجری کو دیو بند میں ہوئی اور استاذ الاساتذہ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ سے فیوض علمی اور لطائف روحانی حاصل کرنے کے بعد یہ تھانہ بھون میں مدت دراز تک تصنیف افتاء اور تعلیم کے فرائض انجام دیتے رہے ہیں۔ وہیں قیام کے زمانے میں آپ نے عظیم کتابیں تصنیف فرمائیں جن کی روشنی رہتی دنیا تک محافل علم کی تاریکی دور کرتی رہے گی' آپ کے تبحر علمی کے اساتذہ کرام معترف رہے اور آپ کی تصانیف سے بے شمار اصحاب علم نے فائدے حاصل کیے' آپ کے فتاویٰ پر حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ کو مکمل طور پر اعتماد تھا اور آپ کی تصانیف سے بے شمار اصحاب علم نے فائدے حاصل کیے' اور یہی سبب ہے کہ خانقاہ اشرفیہ امدادیہ میں آپ کے رہتے کسی اور مفتی کا چراغ نہ جل سکا' عربی زبان میں آپ کی مشہور تصنیف اعلاء السنن 18 ضخیم جلدوں میں تمام علماء سے خراج تحسین حاصل کر چکی ہے' آخر وقت میں حضرت تھانوی نے یہ وصیت فرمائی تھی کہ اُن کی نماز حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی صاحب ہی پڑھائیں گے اور ایسا ہی ہوا۔

آپ کی ذات گرامی قدیم اکابرین اُمت کا کامل نمونہ تھی رفتار، گفتار، تحقیق علوم، حالات حاضرہ پر استحضار، دقائق علوم ومعارف پر مجتہدانہ نظر، تصوف اور کلام پر ماہرانہ تبصرہ، سیاسیات پر عالمانہ بالغ نظریہ اور علمی دنیا میں کردار کی امامت آپ کا طرہ امتیاز تھی۔ عمیق سے عمیق اور بڑے مسائل علمی پر شافی تبصرے اور ماہرانہ تحقیق کا آپ سے ملنے کے بعد اور گفتگو کے نتیجے میں پتہ چلتا تھا۔ علوم اس طرح مستحضر تھے کہ ہر سوال کا شافی اور قطعی جواب مع حوالہ جات ہمیشہ ذہن میں حاضر رہتا تھا۔ خطابت آپ کی اس درجہ موثر اور قلوب کے لئے جاذب تھی کہ بارہا سامعین کی اصلاح کا عجیب وغریب مشاہدہ ہوتا رہا اور مختصر گفتگو میں سامع کی صرف تشفی ہی نہیں بلکہ قلب ونظر کی قلب ماہیت کا قریب رہنے والوں نے مشاہدہ کیا۔ دقائق کی تشریح، نکتہ آفرینی اور معمولی باتوں سے اعلیٰ ترین علمی اور تصوف کے نکات کا اظہار آپ کی خصوصیت میں سے تھا' بارہا ایسا اتفاق ہوا کہ بلند پایہ علمی مسائل کو آپ نے حرف آخر کی طرح اس صورت میں واضح فرمایا کہ اہل علم دنگ رہ گئے۔ اس صدی کے تیسرے عشرے کے آخر میں آپ کو ڈھاکہ یونیورسٹی نے علوم دینیہ کے پروفیسر کی حیثیت سے اپنے یہاں دعوت دی' اور آپ نے حضرت تھانوی کی اجازت

سے یہ دعوت قبول کرلی اور اس کے بعد سے تقریباً پندرہ سال تک شہر ڈھاکہ اور سابق مشرقی پاکستان آپ کے فیوض لا متناہی سے مستفیض ہوتا۔ اسی زمانے میں تحریک پاکستان کے سلسلے میں حضرت تھانویؒ کے ایماء اور قائداعظمؒ کی درخواست پر آپ نے ہندوستان کے چپے چپے کا سفر کیا اور تین سال تک گوشے گوشے میں آپ کی مساعی سے تحریک پاکستان مقبول ہوئی' ایک جانب مولانا حسین احمد مدنی علانیہ تحریک پاکستان سے اپنے اختلافات کی بناء پر مسلمانان ہند کو ان نتائج سے باخبر فرما رہے تھے' جو تقسیم ملک کی صورت میں مسلمانان ہند کو پیش آنے تھے' اور دوسری جانب حضرت ملانا ظفر احمد عثمانی صاحب سارے ہندوستان میں تحریک پاکستان کی شمع ہاتھوں میں لیے مسلمانوں کے قلوب کو روشن اور پاکستان کی اساس کو مستحکم فرما رہے تھے' سلہٹ کے ریفرنڈم میں عام لوگوں کا خیال تھا کہ سلہٹ چونکہ مولانا حسین احمدؒ صاحب کا تبلیغی اور اصلاحی اہم مقام ہے اس لئے شائد ریفرنڈم میں پاکستان کی حمایت کامیابی پر منتج نہ ہو سکے لیکن جب رائے شماری ہوئی تو عظیم اکثریت نے پاکستان کی حمایت میں رائے دے کر حامیان پاکستان کے سارے خدشات دور کر دیئے اور آخر سلہٹ ضلع کا اکثر و بیشتر داخل پاکستان ہوا۔

اپنی جان پر کھیل کر مولانا عثمانی نے ضلع کے دور دراز علاقوں کا کمال مشقت اور صعوبت کے باوجود سفر کیا اور لوگوں پر وجود پاکستان کی اہمیت واضح فرمائی' میلوں آپ پا پیادہ ان کے کھیتوں سے گزرتے ہوئے پانی اور کیچڑ میں لت پت ایک جگہ سے دوسری دوسری جگہ تشریف لے جاتے۔ رفقاء تھک جاتے اور وہ پیرانہ سالی کے باوجود تھکنے کا نام نہ لیتے۔

کبھی کبھی تو کشتیاں الٹ گئیں اور ڈوبنے کا خطرہ درپیش ہوا لیکن اپ نے کبھی بھی کسی خطرے کی پرواہ نہ کی' ایک دُھن تھی اور وہ یہ کہ مسلم لیگ کا جھنڈا سرنگوں نہ ہونے پائے' اور الحمدللہ کہ ایسا ہی ہوا۔ پاکستان کی حمایت کو آپ نے مذہبی فریضے کی طرح انجام دیا اور بار بار بیقرار ہو کر اس کی کامیابی کے لیے دعائیں مانگا کرتے تھے۔

پاکستان بننے کے بعد کچھ دنوں تک تو اپ نے یونیورسٹی سے تعلق قائم رکھا اور پھر مدرسہ عالیہ ڈھاکہ میں شیخ الحدیث کی حیثیت سے آپ نے عظیم خدمات انجام دیں یہاں تک کہ ٹنڈو الہ یار میں آپ کی خدمات حضرت مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی کے اصرار پر منتقل ہو گئیں اور اس مدرسہ عالیہ سے آپ کا تعلق آخری وقت تک باقی رہا۔

ڈھاکہ قیام کے زمانہ میں حضرت عثمانیؒ نے جمعیۃ العلمائے اسلام تشکیل فرمائی اور وہاں قیام تک اس کے صدر رہے۔ ۱۹۴۸ء میں قائداعظم ڈھاکہ تشریف لے گئے تھے تو علماء کے وفد کو جو حضرت عثمانیؒ کی زیر قیادت آپ سے ملا تھا' پندرہ منٹ کی ملاقات کا وقت دیا گیا تھا لیکن مسائل ضروری پر گفتگو نے طوالت اختیار کی تو تمام وفود کو روک کر قائداعظم نے حضرت عثمانیؒ کو ایک گھنٹہ سے زائد وقت عطا فرمایا اور امور کو فیصلہ کن طور پر تسلیم کر لیا۔ دستور پاکستان، اسلامی نظام، علوم عربیہ کی ترویج اور پاکستان کے بنیادی ڈھانچے میں اسلام کی برتری جیسے امور پر مکمل اتفاق رائے ہو گیا تھا۔